www.KitaboSunnat.com

چوہدری عبدالحفیظ

چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

سیرتِ طیّبہ کا ایک پہلو

موجودہ حالات میں ہم قومی سطح پر جن مسائل سے دوچار ہیں اور اخلاقی لحاظ سے جس تنزل کا شکار ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اسوۂ رسولؐ کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اور سیرتِ طیبہ کی روشنی سے ہم نے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ سیرتِ طیبہ اور شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا افضل التحیۃ والسلام کو اگر آج بھی ہم اپنا رہنما بنا لیں تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے معاشرتی، تمدنی، معاشی، سماجی، اخلاقی، سیاسی تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ آئندہ صفحات میں اسی مقصد کے پیش نظر سیرتِ طیبہ کے ایک پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آنحضرتؐ کی سیرت پر لاکھوں نہیں کروڑوں صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ کروڑوں لکھے جا رہے ہوں گے اور اربوں کھربوں آئندہ لکھے جائیں گے مگر سیرت کا مطالعہ کرنے والوں کو تا قیامت تشنگی محسوس ہوتی رہے گی۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

کا تقاضا ہی یہ ہے کہ حبیبِ کبریا کی شان کبھی ختم نہ ہو۔ آپؐ کی زندگی کے جس پہلو کو بھی ایک بار پڑھ لینے کے بعد اگر کوئی شخص دوسری بار پڑھے گا تو ہر بار علم و حکمت اور رشد و ہدایت کی نئی راہیں کھلیں گی۔ زندگی کے اندھیروں کو منور کرنے کے لیے نئی روشنی میسر آئے گی۔ آئیے آج اس جذبے سے سیرتِ طیبہ کے ایک پہلو کا مطالعہ کریں اور یہ تہیہ کریں کہ مطالعہ کے بعد ہم اپنے عمل سے آنحضرتؐ کے اتباع کا ثبوت بہم پہنچائیں گے۔

سفید پوشی اور خود ستائشی نے آج کل ہمیں اس قدر متساہل اور آرام پسند بنا دیا ہے کہ اگر خاندان کا کوئی بچہ مڈل یا میٹرک کر جائے تو وہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار سمجھتا ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں انھیں قابلِ نفرت گردانتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں مزدور کو صحیح مقام میسر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اور محنت مزدوری کرنے والے شخص کو لوگ حقیر جانتے ہیں اس بات کو دیکھ کر اور بھی دکھ ہوتا ہے کہ مغربی ممالک کی تقلید میں ہم اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں کہ اگر کوئی تحریک مغرب میں جنم لے تو ہم اس بات کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کو عین سعادت سمجھتے ہیں۔ دشمن کے سنگریزوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے تو دیکھتے ہیں مگر چودہ سو سال سے جو لعل و گہر اسلامی تاریخ اور اپنے اسلاف کی بدولت ہماری جھولیوں میں موجود ہیں ہم نے کبھی انھیں حقیقت کی آنکھ سے دیکھنا گوارا نہیں کیا۔

۱۹۶۳ء کی بات ہے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے (SOCIAL AND MANUAL WORK) کے نام سے ایک سکیم یونیورسٹی کے طلباء و طالبات اور مغربی پاکستان کے ڈگری کالجوں میں نافذ کی گئی۔ اس کے روحِ رواں اس وقت کے وائس چانسلر پروفیسر حمید احمد خاں مرحوم تھے۔ انھوں نے اس سکیم کی ابتدا کرتے ہوئے خود اپنے ہاتھ سے یونیورسٹی میں صفائی کی مہم شروع کی۔ طلباء و طالبات نے یونیورسٹی میں پھولدار نمائشی گملوں پر روغن کیا یونیورسٹی کے احاطہ میں طلباء و طالبات نے جھاڑو دے کر احساس کمتری کے اس بت کو توڑنے کی کوشش کی کہ اعلیٰ تعلیم ہاتھ سے کام کرنے کی راہ میں حائل ہے۔ یونیورسٹی اور ملحقہ کالجوں کے طلباء کو مختلف دیہات میں بھیجا گیا۔ ۳ روپے یومیہ پر طلباء و طالبات دس پندرہ دنوں کے لیے دیہات میں پھیل جاتے جہاں وہ اجتماعی ترقیاتی سکیموں کے تحت تعمیر ہونے والی عمارات پر مزدوروں کی طرح کام کرتے تھے وہ اینٹیں ڈھوتے اپنے سروں پر گارے کی بھری تگاریاں اٹھا کر لاتے اور معمار تک پہنچاتے تھے۔ مقصد اس سکیم کا یہ بتایا گیا کہ طلباء میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنے کی جو روش چل نکلی ہے اسے کچلا جائے اور ان میں یہ احساس بیدار کیا جائے کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انسان اگر اپنے ہاتھ سے کام کرے تو یہ عار نہیں بلکہ فضیلت و شرف کا ایک پہلو ہے۔ سوشل ورک کے لیے طلباء دیہاتیوں میں گھل مل جاتے اور انھیں ان کے روزمرہ کاموں میں مفید مشورے دیتے تھے انھیں باہم مل جل کر زندگی بسر کرنے کی اہمیت پر لیکچر دیتے تھے۔

اخبارات میں پڑھا کہ یہ سکیم طلباء میں اس لیے رائج کی گئی کیونکہ امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں طلباء تعطیلات کے دنوں میں دیہاتوں میں پھیل جاتے ہیں۔ یومیہ اجرت پر کسانوں اور مزدوروں کا روپ دھار لیتے ہیں اور لوگوں کے گھروں میں قلعی کر کے، کھیتوں میں محنت مزدوری کر کے تعلیمی سال (ACADEMIC YEAR) کے لیے فیسوں کا انتظام خود کر لیتے ہیں۔ اس طرح وہ محنت و مشقت کی زندگی کے عادی بنتے ہیں۔ اور والدین پر بوجھ بھی نہیں بنتے۔ امریکہ کی اسی تقلید میں ہم نے بھی یونیورسٹی فنڈ سے پیسے دے کر طلباء کو دیہاتوں میں بھیجا۔ یہ سکیم تقریباً چار سال تک نافذ رہی۔ اب علم نہیں اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کیا حشر ہوا۔ اتنا یاد ہے کہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد متاثرہ علاقوں میں طلبا ر نے نہایت جانفشانی سے کام کیا اور وہاں متاثرہ لوگوں کی بحالی کے سلسلے میں حکومت نے جو مکانات تعمیر کیے ان میں طلبا ر کی محنت بہر حال یادگار رہے گی۔

ان سب باتوں کے پیش نظر یہ خیال پیدا ہوا کہ اہلِ وطن یورپی ملکوں کی تقلید کو شائستگی، تہذیب اور اعلیٰ کردار کی خوبی گردانتے ہیں مگر خود اپنی تاریخ کی گرانمایہ دولت ان کی نگاہوں سے ہنوز پوشیدہ ہے، آئیے ہم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جائزہ لیں کہ مغرب نے تو یہ سب کچھ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کی خوشہ چینی سے حاصل کیا۔ وہ کتابیں اور علمی جواہر پارے تو ہمارے اپنے آبا ؤ اجداد کی میراث ہیں جن کی بدولت مغرب نے اخلاق اور شائستگی کا سبق سیکھا جنھیں یورپ میں دیکھ کر شاعرِ مشرق علیہ الرحمۃ کا دل پارہ پارہ ہوا ؎

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء اور رسول آئے سب نے اپنے ہاتھوں اپنے گھر کے کام سنوارے، امت کے کام آئے۔ محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے رہے۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو کبھی عیب نہ جانا بلکہ رزقِ حلال کی خاطر اپنے ہاتھ سے محنت و مشقت کر کے امت کے سامنے ایک نمونہ پیش کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ کے معمار ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ذرا تصور کیجیے کہ وہ کون تھا جو خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے سربگراں پتھر اٹھا کر لاتا تھا اور وہ کونسی ہستی تھی جو اپنے دستِ مبارک سے گارا لگا لگا کر ان پتھروں سے کعبہ کی دیواریں اٹھا رہی تھی؟ اگر نہیں جانتے تو قرآن سے پوچھیئے وہ بتاتا ہے کہ باپ بیٹا جن میں سے ایک مزدور اور دوسرا معمار تھا وہ ہمارے نبی اکرمؐ کے اجداد ہی تو تھے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ۔ (سورۃ بقرۃ ۱۲۷)

اور وہ وقت بھی یاد کیجیے جب حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ خدا کے گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے ؎

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا " (سورۃ هود: ۳۷)

(اے نوح! ہماری ہدایت اور حکم کے مطابق ہمارے سامنے کشتی تیار کرو)

خدا تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں حضرت نوحؑ نے بڑھئی کا فریضہ ادا کیا اور قوم نے یہ مذاق بھی کیا کہ اے نوحؑ تو پیغمبر تھا اور آج پیغمبر سے بڑھئی بن گیا ہے۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں خدا کہتا ہے:۔

والنا له الحديد ان اعمل سبغت وقدر فی السرد۔ (الانبیاء: ۱۰-۱۱)

(اور ہم نے داؤدؑ کے لیے لوہے کو نرم کر دیا اور حکم دیا کہ تم پورے بدن کی (حفاظت کے لیے) زرہیں تیار کرو اور ان کی کڑیاں ترتیب کے ساتھ جوڑو)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

وعلمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من باسكم۔ (الانبیاء: ۸۰)

(اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو تمہارے (بدن کی حفاظت کی خاطر) لباس تیار کرنے کا طریقہ سکھایا تاکہ یہ لباس (زرہیں) لڑائی میں تمہارے کام آئے)

گویا امت کی خاطر حضرت داؤدؑ کو "لوہار" بنا دیا۔ اور ساری عمر زرہیں بنا بنا کر روزی کا سامان کرتے رہے۔ حدیثِ رسولؐ اس بات کی تائید کرتی ہے۔

ان نبی اللہ داود کان یاکل من عمل یدہ۔ (بخاری شریف)

(اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ذریعے لوہا کوٹ کوٹ کر روٹی کا سامان کیا کرتے تھے)

ذرا سوچیے کہ ایک پیغمبر حداد بن کر سارا دن زرہیں ڈھالتا اور ان کی اجرت سے روزی کماتا تھا ایک لوہار کی محنت اور مشقت کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔ ہتھوڑے کی ضربوں سے بدن کا ایک ایک جزو چور ہو جاتا ہے۔ بھٹی کی آگ سے جسم کا رواں رواں دہک اٹھتا ہے، آگ کی تپش سے جسم کا خون تک کھول اٹھتا ہے۔ مگر یہ سب کام پیغمبر کرتے رہے۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں آنحضرتؐ کا فرمان ہے۔

کان زکریا علیہ السلام نجاراً۔ (مسلم شریف)

(حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑھئی کا پیشہ اختیار کیے ہوئے تھے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کو معمار، مزدور، حضرت نوحؑ اور حضرت زکریاؑ کو بڑھئی اور حضرت داؤدؑ کو لوہار بنا دینے سے آخر خدا تعالیٰ کی کیا منشا تھی ؟

حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چراتے رہے، ان اولوالعزم پیغمبروں کو بکریاں چرانے کی خدمت سونپنے کا کیا مقصد تھا ؟

صرف اور صرف یہی کہ عوام الناس اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کو حقیر نہ جانیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اور زندگی کا ایک ایک گوشہ چھان لینے کے بعد ہم پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے محنت مزدوری کرنے والوں کے لیے بہترین نمونہ چھوڑا۔ زندگی کا وہ کون سا پہلو ہے جس کے بارے میں ہمیں اسوۂ رسولؐ سے رہنمائی نہ ملتی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی کبھی ہاتھ سے کام کرنے کو عیب نہ جانا۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں نہ صرف اپنے بلکہ لوگوں کے کام بھی سنوارے اور کبھی ہاتھ ہلانے کو عار نہ سمجھا مگر ہم ہیں کہ خود نمائی اور خود پسندی کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں سے اگر ایک طالب علم میٹرک پاس کر لے تو وہ اپنے گھر کا کام کاج کرنے سے جی چراتا ہے۔ وہ اس احساس کمتری کا شکار رہتا ہے کہ اگر اس نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا تو لوگ کہیں گے کہ دیکھو فلاں لڑکا میٹرک کرنے کے بعد بھی اپنے ہاتھوں سے کام کر رہا ہے۔

ہمارے ملک میں بے روزگاری کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر میٹرک۔ ایف اے۔ بی اے یا ایم اے یہ سمجھتا ہے کہ اس کے لیے کرسی ہو۔ ایک دفتر ہو جہاں بیٹھ کر وہ صرف حکم چلا سکے یا پھر کرسی پر بیٹھ کر قلم کے ذریعے فائلوں کے انبار میں کھو یا رہے۔ گویا کلرک بننا اس کے لیے باعث فخر اور باعث عزت و احترام ہے۔ سفید پوشی نے اس حد تک ہمیں گمراہ کیا ہے کہ ہم اپنے گھر کا کام کاج بھی اپنے ہاتھوں سر انجام دیتے ہوئے ڈرتے ہیں اور ہمارے ذہنوں پر یہ خوف طاری رہتا ہے کہ اگر ہمیں کسی دوست یا عزیز نے کام کرتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ سمجھے گا کہ ہم اتنے گئے گزرے ہیں کہ ایک نوکر بھی نہیں رکھ سکتے یا ڈگری حاصل کر لینے کے بعد اگر ہم کرسی پر بیٹھنے کی بجائے کسی دوکان میں بیٹھ گئے، کوئی تجارت شروع کر لی، یا کھیتی باڑی میں ہی لگ گئے یا اور کوئی ہنر اپنا لیا تو دوست احباب ہمیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہیے کہ اگر ہم لوہار بن گئے، بڑھئی کا پیشہ اپنا لیا یا معمار اور مزدور کی سی زندگی بسر کرنے کا تہیہ کر لیا تو لوگ ہمیں طعنہ دیں گے کہ اتنی تعلیم کے بعد اگر یہی کام ہی کرنا تھا تو پھر تعلیم حاصل کیوں کی ؟ ——— ہم نے دل میں طرح طرح کے چھوٹے خیالات کی پرورش تو کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر ذہن سے اس حقیقت کو جھٹک دیا کہ جب انبیاء نے یہ سارے پیشے اپنائے ہیں تو ہمیں عار کس بات کی؟ احساس کہتری اور طعنوں کے اس خوف نے ہمیں فاقہ کشی تک پہنچا دیا مگر ہاتھ ہلا کر کسی پیشے کے ذریعے کسب معاش کرنے کی اجازت نہ دی۔ یہ محض خود فریبی ہے کہ ہم محنت مزدوری کو عیب، تجارت صنعت و حرفت اور کاشتکاری کو قابل نفرین گردانتے ہیں۔ سیرت پاک کا مطالعہ کر کے دیکھیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فریبی کے ان جھوٹے اور خود تراشیدہ بتوں کو کس طرح پاش پاش کیا ہے:

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے کی زندگی بھی اتنی صاف اور پاکیزہ تھی کہ کوئی معترض آج تک اس پر حرف گیری نہیں کر سکا۔ اس جوانی کے زمانہ میں جس میں اکثر لوگ بہک جاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "صادق" اور "امین" تسلیم کیے جا چکے تھے۔ اس زمانے کی بات ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی اور حجر اسود کو نصب کرنے کا مرحلہ در پیش تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ تلواریں میانوں سے باہر نکل آئی تھیں۔ اس وقت بھی رسول اکرمؐ خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے کعبہ کی چاردیواری میں موجود تھے۔ دوسری صبح آپؐ کے ناخن تدبیر نے ہی اس گتھی کو سلجھایا تھا کہ حجر اسود کو اس کے مقام پر کون نصب کرے۔ آپؐ نے اپنی چادر مبارک بچھائی۔ حجر اسود کو اس میں رکھا اور سرداران قریش سے کہا کہ سب مل کر اس چادر کو اٹھائیں۔ جب حجر اسود کے مقام پر پہنچے تو آپؐ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔

سیرت پاک کے مطالعے سے اگرچہ واضح ہے کہ آپؐ نے تمام عمر اپنے ہاتھوں سے محنت و مشقت کرنے کو کبھی عیب نہ جانا مگر چند واقعات ایسے بھی ہیں جن کا بیان موجودہ دور کے ان خود پسند اور فریب خوردہ شاہینوں کے لیے سامانِ عبرت ہے جو اپنے ہاتھوں کام کرنے کو کسر شان تصور کرتے ہیں۔

جب آپؐ نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو مدینہ طیبہ سے تین میل دور وادی قبا میں آپؐ نے چودہ دن تک قیام فرمایا۔ یہاں آپؐ نے اپنے دست مبارک سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی اس مسجد کو قرآن نے "لمسجد اسس علی التقوی" کی شان سے سرفراز کیا۔

ذرا تصور کیجیے اس مسجد کی تعمیر میں صبح و شام منہمک مزدور اور معمار کون تھے؟ تاریخ شاہد اور چشم فلک گواہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام مزدوروں کی طرح مسجد کی تعمیر میں مصروف تھے۔ بھاری بھرکم پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے۔ جسم اطہر خم ہو جاتا۔ جاں نثاران شمع رسالت آتے، عرض کرتے، آپؐ تکلیف نہ کیجیے۔ وہ بڑھ کر پتھر آپؐ کے ہاتھوں سے لے لیتے مگر دوسرے لمحے رحمۃ للعالمین اس وزن کا پتھر پھر اٹھا لیتے ___ اس واقعہ سے ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا حضرت رسول اکرم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس مزدور نہ تھے؟ کیا آپؐ کے جانثاروں کی تعداد کم تھی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ جو ہر وقت آپؐ کی اک جنبش ابرو کے منتظر رہا کرتے تھے۔ وہ جو آپؐ کے اشارے پر مال و دولت، جاہ و حشمت، عزیز و اقارب اور وطن جیسی عظیم شے کو تج کر آئے تھے۔۔۔ اور وہ جو کتنے دنوں سے اپنی آنکھیں فرشِ راہ کیے ہوئے تھے وہ "ثنیات الوداع" کی گھاٹیوں سے طلوع ہونے والے بدرِ منیر کی خاطر انتظار کی لذتیں اٹھا رہے تھے وہ سب ایک جنبشِ لب پر جانیں نثار کر سکتے تھے مگر رحمۃ للعالمین کو یہ احساس تھا کہ کل کوئی مزدور یہ نہ کہہ سکے کہ وہ معاشرے کا حقیر ترین فرد ہے۔۔۔ اور کوئی حاکم یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام آقا اور غلام میں تمیز کا قائل ہے۔ مگر آج ہم نے محنت و مزدوری کر کے پیٹ پالنے والوں کو ذلت و حقارت کی نگاہوں سے دیکھا۔ ہم نے حلال روزی کمانے والے انسان کی عظمت کو للکارا۔ ہم نے خون پسینہ ایک کر کے بال بچوں کے لیے روٹی کا سامان کرنے والے کو محض "مزدور" جانا۔۔۔ ہم نے کبھی یہ خیال نہ کیا کہ یہ تو اسوۂ رسول ہے یہ تو انبیاء کی سنت ہے۔ وادیٔ قبا میں مسجد بنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا خطبہ جمعہ یہیں ارشاد فرمایا اس کے بعد مدینہ پہنچے۔

مدینہ طیبہ میں قیام کے چند روز بعد یہاں بھی آپؐ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ خانۂ خدا کے لیے زمین حاصل کی۔ مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ فلک پیر ہی نہیں جن وانس، آسمان کے فرشتے، عرش و کرسی اس منظر کو حیرت و استعجاب سے دیکھ رہے تھے کہ سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین اور شہنشاہِ دو عالم ایک دفعہ پھر مزدور کے روپ میں ہیں۔ جانثاروں کی تعداد کم نہ تھی، مزدوروں کا شمار نہ تھا لیکن رحمتِ دو عالم کو یہ گوارا نہ تھا کہ عرب کی چلچلاتی دھوپ میں ساتھی تو سختیاں سہیں مشقتیں اٹھائیں اور وہ خود سائے میں کھڑے انھیں دیکھتے رہیں۔۔۔ تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں آنحضرتؐ جب صحابہؓ کے ہمراہ بھاری پتھر اٹھا کر لاتے تھے تو صحابہ یہ رجزیہ شعر پڑھتے تھے۔

افلح من یعالج المساجد

ویقرء القراٰن قائما وقاعدا

(جو خدا کے گھر کی تعمیر کرتا ہے اور قیام و قعود کی حالت میں قرآن پڑھتا ہے وہ نجات پا گیا)

تو حضور اکرمؐ فرماتے:۔

اللھم لا خیر الا خیر الاٰخرۃ

فاغفر الانصار والمھاجرۃ

(اے اللہ اصلی زندگانی تو آخرت کی زندگانی ہی ہے پس تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا اور سب سے اہم واقعہ خندق کی کھدائی کا ہے ۵ھ میں کفار کے تمام قبائل نے مل کر مسلمانوں پر ضرب کاری لگانے کا منصوبہ بنایا تو حضرت رسول اکرمؐ نے اس حملے کا مقابلہ کرنے کے لیے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کی رائے کو تسلیم کر لیا گیا کہ مدینہ کے گرد خندق کھود کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ آنحضرتؐ نے تین ہزار صحابہؓ کے ہمراہ خندق کی کھدائی شروع کی۔ دس دس آدمیوں میں دس دس گز زمین تقسیم کر دی گئی۔ خندق کی گہرائی پانچ گز رکھی گئی۔ تین ہزار مقدس ہستیوں نے بیس دن کے اندر کھدائی مکمل کر لی۔

ساتوں آسمان، سورج، چاند، ستارے، جن و ملک، حور و پری اور کائنات کا ایک ایک ذرہ اس منظر پر لرزہ براندام تھا کہ پیغمبر کائنات، نبی آخر الزمان، سرور دنیا و دین ذوقعدہ کی آٹھ تاریخ کو پھر اپنے ہاتھ میں کدال لیے صحابہؓ کے ساتھ خندق کھودنے میں مصروف ہیں۔ چشم فلک نے کبھی وہ نظارہ کیا تھا کہ عرب کی چلچلاتی دھوپ اور باد صرصر کے تھپیڑوں میں خدا کا یہ محبوب مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہا ہے ـــ مگر آج منظر اور بھی دلخراش اور جگر سوز تھا ـــ یہ وہ منظر تھا کہ جس کی تفصیل سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور جسم و جاں پر ایک لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ آج چشم فلک کیا دیکھتی ہے؟ حور و غلمان اور فرشتے اس بات پر انگشت بدنداں ہوں گے کہ سردیوں میں یخ بستہ راتیں ہیں، مدینہ طیبہ کے ان مزدوروں اور مجاہدوں کو تین دن فاقے سے گزر گئے ہیں حال یہ ہو گیا ہے کہ کمر سیدھی رکھنے کیلیے پیٹ پر پتھر باندھنا پڑے ہیں مگر یہ مزدور بھی کیا مزدور ہیں اور ان مزدوروں کا آقا بھی کیسا آقا ہے کہ سب بھوکے ہیں یہاں آقا اور مزدور میں کوئی فرق نہیں۔ یہاں مالک اور مملوک میں کوئی فاصلہ نہیں۔ یہاں غلام اور آقا میں مساوات ہے۔ یہاں سپہ سالار اور ادنیٰ سپاہی دونوں کے دستر خوان نانِ جویں سے بھی محروم ہیں۔ مگر کام ہو رہا ہے۔ مہاجرین و انصار خندق سے مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں۔ بھوک سے گرچہ نڈھال ہیں مگر کام اسی چستی اور قوت سے جاری ہے، جوش محبت میں صحابہؓ یک زبان ہو کر یہ نعرہ لگاتے ہیں۔

نحن الذین بایعوا محمدا　　　علی الجهاد ما بقینا ابدا

سرور کونینؐ اس رنگ و روپ میں نظر آتے ہیں۔ مٹی اٹھاتے اٹھاتے سر مبارک غبار آلود ہو گیا ہے بطن مصروف انور مٹی سے اٹا ہوا ہے۔ شکم اطہر پر مٹی کی تہیں جم گئی ہیں اور جونہی صحابہؓ کے رجز کی آواز سنائی دیتی ہے تو جواباً فرماتے ہیں:۔

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا　　　ولا تصدقنا ولا صلینا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الاولیٰ بغوا علینا اذا ارادوا فتنۃ ابینا

(قسم بخدا اگر خدا ہمیں ہدایت نہ دیتا تو نہ ہم نماز پڑھتے نہ روزہ رکھتے۔ بے شک کفار نے ہی ہم پر جنگ مسلط کی ہے اور جب انھوں نے فتنہ و فساد کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو ہم اس فتنے کا انکار کرتے ہیں یعنی ہم اس کو روکیں گے)

"ابینا" —— کے لفظ پر آواز اور بلند ہو جاتی تھی۔ اسی لفظ کو بار بار دہراتے تھے اور انصار و مہاجرین کو یوں دعا دیتے تھے۔

اللھم انہ لا خیر الا خیر الاخرۃ فبارك الانصار والمہاجرۃ

خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آگئی۔ صحابہؓ نے اس کو توڑنے کی بہت کوشش کی مگر چٹان ٹوٹتے نہ بنتی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ اے اللہ کے رسولؐ فاقہ کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں باوجود پورا زور صرف کرنے کے چٹان ٹوٹتی نظر نہیں آتی۔ حضرت رسول اکرمؐ تشریف لائے۔ تین دن کا فاقہ ہے۔ کدال ہاتھ میں لے کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور چٹان کے سینے پر بھرپور وار کیا۔ ایک ہی وار سے چٹان تودۂ خاک تھی۔ جب صحابہؓ نے آپؐ کے سامنے فاقہ کا حال بیان کیا تو آنحضرتؐ نے انھیں کوئی جواب تو نہ دیا مگر اپنے بطنِ مبارک سے کرتہ اٹھایا۔ میرا ایمان کہتا ہے کہ اس دلدوز منظر پر زمین و آسمان کانپ اٹھے ہوں گے عرش و کرسی لرز گئے ہوں گے اور حور و غلمان اور فرشتے تڑپ گئے ہوں گے کہ آنحضرتؐ کے پیٹ مبارک پر بھی اسی طرح پتھر بندھا ہوا ہے جس طرح آپؐ کے جانثاروں کے پیٹوں پر پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ ہمارے معاشرے نے مزدور اور جفاکش لوگوں کی عزت و عظمت کا اعتراف کرنے سے انکار کیا، رزق حلال کھانے والے انسانوں کو ذلت اور پستی میں دھکیل دیا۔ ادھر رحمتِ دو عالمؐ نے خود محنت و مشقت کر کے اس پیشے کو اعلیٰ و ارفع ہونے کی سند فضیلت عطا کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

لأن یاخذ احدکم حبلہ ثم یاتی الجبل فیاتی بحزمۃ من حطب علی ظھرہ فیبیعھا فیکف اللہ بھا وجھہ خیر لہ من ان یسال الناس اعطوہ او منعوہ۔

(اخرجہ البخاری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تم میں سے اگر کوئی اپنی رسی لے کر پہاڑوں کی طرف چلا جائے اور وہاں سے اپنی کمر پر لکڑیوں کا گٹھا لاد کر لائے اور اسے بیچ دے تو اس کے اس فعل (محنت اور مشقت کے ذریعے حلال کی کمائی) کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھیں تو یہ بات لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بہتر ہے یہ پتہ نہیں کہ ہاتھ پھیلانے پر کچھ تو اسے دے دیں اور کچھ اسے نہ دیں)

دوسری جگہ آپؐ نے فرمایا:۔

لان یحتطب احدکم حزمۃ علی ظھرہ خیر لہ من ان یسال احداً فیعطیہ او یمنعہ۔

(اخرجہ البخاری)

(تم میں اگر کوئی اپنی پشت پر ایندھن کا گٹھا لاد لائے تو یہ بات کسی ایسے شخص کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بدرجہا بہتر ہے کہ جو ممکن ہے اس کی ہتھیلی پہ چند سکے رکھ دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اسے دھتکار دے)

ایک جگہ فرمایا:۔

"ما اکل احد طعاماً قط خیراً من ان یاکل من عمل یدیہ۔ (اخرجہ البخاری)

(اس انسان سے بہتر کھانا کبھی کسی نے نہیں کھایا جو اپنے ہاتھوں محنت مزدوری کر کے کھاتا ہے)

کتنی ہی آیات واحادیث اس بات پر گواہ ہیں کہ کسی پیغمبر نے بھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو کسرِ شان نہیں سمجھا بلکہ خود محنت مزدوری کے ذریعے رزقِ حلال کھاتے رہے اور اپنی اپنی امتوں کے لیے یہی نمونہ چھوڑ گئے۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تین موقعوں پر ہی اپنے دستِ مبارک سے کام نہیں کیا بلکہ آپؐ کی ساری زندگی اور زندگی کا ہر دن جدوجہد اور پیہم عمل کی ایک لمبی داستان ہے۔ تاریخ کے اوراق آپ کی سیرتِ طیبہ کے ایسے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں جن میں ہم آپ کو ایک عام انسان کی طرح اپنے گھر کے کسی کام کاج میں مصروف پاتے ہیں۔ کھانا پکانے میں آپؐ امہات المومنین کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ نہ صرف اپنے گھر کے لیے بازار سے سودا سلف لایا کرتے بلکہ پڑوسیوں سے بھی ان کی ضروریات دریافت کر کے انھیں مہیا فرماتے۔

کیا یہ واقع نہیں کہ جب مکے کی گلیوں اور کوچہ و بازار میں ابوجہل اور ابولہب نے یہ منادی کرا دی کہ نعوذ باللہ محمدؐ جادوگر ہیں۔ ہر خاص و عام کو متنبہ کیا گیا کہ وہ آپؐ کے جادو سے بچ جائیں۔ عین انہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایام میں ایک بوڑھی عمر کی بدوی عورت نے مکے کے بازار سے سودا سلف خریدا۔ گٹھڑی بوجھل ہو گئی اس کا اٹھانا دشوار ہو گیا۔ اس خوف سے چھپتی پھرتی ہے کہ کہیں جادوگر کا اس پر جادو نہ چل جائے مگر قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ آنحضرتؐ سے ملاقات ہوتی ہے۔ آپؐ نے پوچھا اماں جی! کدھر کا ارادہ ہے؟ لائیے گٹھڑی میں اٹھا لیتا ہوں۔ بڑھیا نے ساری صورتِ حال کہہ سنائی۔ آپؐ نے نہایت سعادت مندی کے ساتھ بوجھل گٹھڑی سر پر رکھی اور مائی کے ہمراہ چل دیے۔ مکّہ سے باہر جب بڑھیا کی کٹیا تک جا پہنچے تو واپسی کے وقت بڑھیا نے دعائیں دینی شروع کیں۔ بولی، اے بچے تو بہت نیک خو ہے مگر مجھے خوف ہے کہ کہیں اس جادوگر کے پھندے میں نہ پھنس جائے جو مکہ کے کوچہ و بازار میں پھرتا رہتا ہے لہٰذا میں تجھے نصیحت کرتی ہوں کہ اس سے بچ کے رہنا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا۔ اماں جی وہ جادوگر کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟ بڑھیا نے کہا لوگ اسے محمد کہتے ہیں۔ فرمایا۔ اماں جی! وہ تو میں ہی ہوں، بوڑھی حیرت زدہ ہو گئی۔ جہاندیدہ تھی کہنے لگی تمھاری طرح کا انسان جادوگر نہیں ہو سکتا۔ فوراً کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئی۔

بڑے کارساز نکلے غمِ عاشقی کے شعلے

جو بچا رہے تھے دامن وہی زد میں آ گئے ہیں

فی زمانہ لفظ "قلی" کے لبوں پہ آتے ہی ہمارے دلوں میں ایک ایسے انسان کی تصویر ابھرتی ہے جو صرف ریلوے سٹیشنوں پر اور بازاروں میں امراء کا سامان اٹھانے کے عوض چند سکوں کا محتاج نظر آتا ہے مگر ــــ ذرا انصاف سے کہیے۔ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیے کیا حضرت رسولِ اکرمؐ نے ایک بڑھیا کی گٹھڑی بلا معاوضہ اٹھا کر قلی کے پیشے کو مقدس نہیں بنا دیا تھا۔

اس بات پہ مجھے نہایت افسوس اور دکھ ہوتا ہے کہ ہم سیرتِ طیبہ کے زریں اوراق سے چشم پوشی کر کے ان محنت اور مزدوری کے پیشوں کو قابلِ نفرت گردانتے ہیں جنھیں رسولِ اکرمؐ نے اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعے سندِ فضیلت عطا کی ہے۔

لفظ "مزدور" جونہی ہمارے لبوں پر آتا ہے تو ایک ایسے افلاس زدہ، فاقہ کش، نحیف و نزار اور نیم مردہ انسان کی تصویر ہماری لوحِ دماغ پر کیوں ابھرتی ہے جس کے جسم و جان سے معاشرے نے اس کا خون تک نچوڑ لیا ہو؟ ــــ کیا یہی وہ پیشہ نہیں جس کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس شخص سے بہتر کھانا کبھی کسی نے نہیں کھایا جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے؟ ــــ کیا حضرت رسولِ اکرمؐ نے مسجدِ قبا، مسجدِ نبوی اور خندق کی کھدائی میں خود پتھر اٹھا اٹھا کر مزدور کی عزت اور عظمت کا جواز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہیا نہیں کیا؟

"چرواہے" کا نام زبان پر آتے ہی ہمارے دل و دماغ میں ایک اُجڈ، گنوار اور غریب و مسکین شخص کی تصویر کیوں ابھرتی ہے؟ کیا حضرت رسول اکرمؐ نے خود بکریاں چرا کر ایک چرواہے کی عظمت و فضیلت کا احساس نہیں دلایا، وہ سادہ دل، سادہ لباس، سادہ فطرت انسان کیوں ہماری محبت و شفقت کا مرکز نہیں بن سکتا؟ صرف اس لیے کہ وہ غریب ہے امیر نہیں، وہ سادہ لباس پہنتا ہے۔ ہماری طرح سفید پوش نہیں؟ مگر بحیثیت انسان وہ افضل ہے کہ پیغمبروں کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔

ایسے تمام پیشوں کو اگر الگ الگ بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ مختصراً یہاں عرض کیا جا سکتا ہے کہ حضرتِ رسولِ اکرمؐ باوجود جانثار صحابہ کی موجودگی کے جو ہر آن اور ہر لحظہ خدمت کے لیے دست بستہ درِ اقدس پر موجود ہوتے تھے۔ اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

کان یخدم نفسہ (آپؐ اپنی خدمت خود کیا کرتے تھے)

مغربی تہذیب کے پرستاروں سے میرا یہ سوال ہے کہ تم نے (SERVICE BEFORE SELF) کا محاورہ کہاں سے ایجاد کیا؟ آج جب بھی ہم کسی دعوت میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں "اپنی خدمت آپ" — ہم طلباء کو یہی فقرہ سنا کر انھیں کہتے ہیں کہ اپنی خدمت آپ کرنا سیکھو۔ سکاؤٹوں کے اندر یہی جذبہ پیدا کیا جاتا ہے مگر خدا را ذرا یہ تباؤ کہ کبھی ہم نے طلباء کو یہ تبایا کہ "اپنی خدمت آپ" — کا یہ اصول ہم نے کہاں سے سیکھا ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے تہذیب اور شائستگی کے ان تمام اصولوں کو مغرب کی تقلید سمجھ کر تو قبول کیا مگر یہ جاننے کی توفیق کبھی نصیب نہ ہوئی — کہ یہ جوہر ہمارے آبا و اجداد کی تاریخ کی زینت ہیں۔ یہ لعل و جواہر تو اپنی میراث ہیں جنھیں ہم نے غیر کے نام سے منسوب کر دیا — میں عربی کے طالب علموں سے اور علماء سے پوچھتا ہوں کہ تم ہی تباؤ کہ حضرت رسول اکرمؐ کے بارے میں حضرت عائشہؓ کے ان الفاظ کا کیا ترجمہ کیا جائے گا — "کان یخدم نفسہ" —

تاریخ کے صفحات میں سیرت طیبہ کے یہ اوراق آج جگمگا رہے ہیں کہ حضرت رسولِ اکرمؐ کپڑوں کو اپنے ہاتھ سے پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ گھر میں خود جھاڑو دے لیتے تھے۔ بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوھیا کرتے تھے، جوتا مبارک پھٹ جاتا تو اس میں خود ٹانکے لگا لیا کرتے تھے۔ کنوئیں سے ڈول کر پانی نکالا کرتے تھے، اونٹوں کو چارہ ڈالنا، انہیں پانی پلانا، انھیں ان کے کھونٹے پر باندھنا یہ سب امور حضورِ اکرمؐ سے ثابت ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انسؓ جو خدمتِ اقدس میں دس سال تک متواتر رہے وہ فرماتے ہیں! ایک دن میں نے حضرت رسولِ اکرمؐ کو اونٹ کے بدن پر تیل لگاتے ہوئے دیکھا۔ ایک دفعہ یہ دیکھا کہ بیت المال کے اونٹوں کو داغ لگا رہے ہیں۔ ایک دفعہ یہ دیکھا کہ بکریوں کو داغ دے رہے ہیں۔

ازواجِ مطہرات کے ساتھ کام کاج میں شریک ہو جاتے تھے۔ چولہے میں خود آگ جلا دیا کرتے۔

بخاری شریف میں ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے اپنے ہاتھوں سے آٹا گوندھا۔ ایک دفعہ صحابہؓ کے ہمراہ سفر فرما تھے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ صحابہؓ نے کھانا پکانے کے لیے ایک بکری ذبح کی اور کام آپس میں بانٹ لئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے میں لاؤں گا" صحابہ نے نہایت ادب واحترام سے گزارش کی کہ ہم خود لکڑیاں بھی لے آئیں گے آپؐ زحمت نہ کیجیے مگر رحمۃ للعالمین نے فرمایا "میں امتیاز پسند نہیں کرتا۔"

ہر بات کو (AMERICAN SYSTEM) کا نام دینے والو خدارا ذرا سوچو ہم کہاں سے کہاں آ گئے ہیں۔ ہم اپنی میراث کو غیر کے گھر میں دیکھ کر پھولے نہیں سماتے اور سمجھتے ہیں کہ ہماری عظمت اور بلندی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ ہم اسے مغربی تہذیب سمجھ کر اپنائیں۔

ایک سفر میں آپؐ کے جوتے مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپؐ اس کو ٹانکنے لگے تو ایک صحابی نے عرض کی فداك امی وابی (میرے ماں باپ قربان ہوں) مجھے خدمت کا موقع دیجیے، میں جوتا درست کر دیتا ہوں لیکن شاہِ دو عالم فرمانروائے عرب و عجم نے فرمایا: "یہ خود پسندی ہے (کہ میرا جوتا کوئی دوسرا گانٹھے) اور مجھے یہ پسند نہیں ہے۔"

"AMERICAN SYSTEM" کا ورد کرنے والو خدارا بتاؤ اس کو کس "SYSTEM" سے تعبیر کرو گے؟ کیا تم یہ کہہ سکو گے کہ یہ محمد عربی علیہ افضل التحیۃ والسلام کا طریقہ ہے؟

مسند امام احمد بن حنبلؒ میں یہ واقعہ موجود ہے دو صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اپنے دستِ مبارک سے اپنے مکان کی مرمت فرما رہے تھے، ہم بھی ساتھ شریک ہو گئے جب کام ختم ہو گیا تو آنحضرتؐ نے ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

قارئین کرام! یہ تو ایک جھلک ہے سیرتِ طیبہ کی کہ حضرت رسولِ اکرمؐ اپنے کام اپنے ہاتھوں انجام دیا کرتے تھے مگر آنحضرتؐ تو دوسروں کے کام بھی اپنے ہاتھوں کر دیا کرتے تھے، وہ دو جہانوں کی رحمت کیا ہوئی جو صرف اپنے ہی گرد و پیش تک محدود ہو۔ طبقاتِ ابنِ سعد میں واقعہ موجود ہے کہ رسول اکرمؐ نے حضرت خبیبؓ کو جب ایک غزوہ پر بھیجا تو خود ہر روز صبح سویرے حضرت خبیبؓ کے گھر جا کر ان کی بکریوں کا دودھ دوہتے رہے۔ مدینہ طیبہ کی لونڈیاں آپؐ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں "اے اللہ کے رسولؐ!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا یہ کام ہے۔" آنحضرتؐ نے انھیں کبھی مایوس نہ لوٹایا۔ مسلم اور ابوداؤد میں ہے۔ مدینہ کی گلیوں میں ایک پاگل لونڈی پھرا کرتی تھی، ایک دن حضرت رسول اکرمؐ کے پاس آئی اور آپؐ کا دست مبارک پکڑ لیا آپؐ نے فرمایا "مدینہ کی جس گلی میں تو چاہے بیٹھ میں تیرے کام آؤں گا۔" حتیٰ کہ آپؐ مدینہ کی ایک گلی میں اس کے ساتھ گئے اور اس کا کام سرانجام دیا۔

بخاری اور ابوداؤد میں ہے کہ آپؐ ایک دفعہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، ایک بدو آیا اور آپؐ کا دامن تھام لیا، آپؐ نے پوچھا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا "میرا تھوڑا سا کام باقی رہ گیا ہے وہ آپؐ کر دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں۔" آپ اسی وقت اس کے ہمراہ مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور اس کا کام مکمل کرنے کے بعد آکر نماز ادا کی۔

ذرا غور کیجیے! یہ کیسا نبی ہے؟ یہ کیسا رسول ہے؟ پاگل لونڈیاں اور بدو تک بھی اپنے کام کے لیے اس کا دامن تھام لیتے ہیں مگر چہرۂ انور پر شکن نہیں آتی بلکہ ان کے کام کرنے کے لیے کمال مستعدی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ حالی مرحوم نے کیا خوب کہا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ — یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

اب ذرا ٹھنڈے دل سے غور کیجیے اور اپنے نفس کا محاسبہ کیجیے کہ ہم نے اسوۂ رسولؐ کو کس حد تک اپنے دل میں جگہ دی۔ آج اگر کوئی خادم اپنے آقا سے کسی کام میں ہاتھ بٹانے کی گزارش کر دے تو آقا اسے قہر آلود نگاہوں سے یوں دیکھتا ہے گویا اس کا بس چلے تو اسے کچا نگل جائے۔

ہم دوسروں کے کام آنے سے تو رہے، اپنے کام اپنے ہاتھوں سرانجام دینا بھی ہم کسرِ شان سمجھتے ہیں بلکہ تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ اگر کوئی نیک نفس انسان اونچے مرتبہ پر فائز ہونے کے بعد اپنے گھر کے کام کاج میں خود مصروف ہو تو لوگ اسے یوں گھورتے ہیں گویا وہ سرِعام کوئی گناہ کر رہا ہے۔ ان کی نگاہیں زبانِ حال سے پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تم کیسے انسان ہو، تم کیسے افسر ہو کہ اپنے گھر کا کام خود کر رہے ہو؟ تم ایک نوکر بھی نہیں رکھ سکتے۔ گویا وہ "بنفسِ نفیس" نہیں کر رہا بلکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔

یہ کیسی بدبختی اور کیسی کوتاہ نظری ہے کہ ہم سیرت طیبہ کی پیروی کرنے والوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا المیہ اور کتنی بڑی حماقت ہے کہ آنحضرتؐ تو لوگوں کے کام آنے کو سعادت سمجھتے رہے مگر ہم انانیت اور خود فریبی میں کھو کر عزت و عظمت اور شان و شوکت (PRESTIGUE) کے خود ساختہ بتوں کی پوجا کرتے رہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسائی اور دارمی شریف میں ہے ۔ "ولا یانف یمشی مع الارملۃ والمسکین فیقضی لہ الحاجۃ"
(آنحضرتؐ کو کسی بیوہ یا مسکین کے ساتھ جا کر اس کا ہاتھ بٹانے میں کوئی عار نہ تھی)

آج حالات کی ستم ظریفی دیکھیے اگر کوئی جج، وکیل، کوئی استاد یا کوئی پروفیسر بازار سے اپنے گھر کے لیے ہاتھ میں تھیلا لیے خرید و فروخت کرتا ہوا نظر آجائے تو افسر کے ماتحت یا استاد کے شاگرد چہ میگوئیاں کریں گے ۔ وہ اشاروں کنایوں سے ایک دوسرے کو بتائیں گے کہ دیکھو فلاں افسر یا فلاں پروفیسر خود سامان خرید رہا ہے۔ گویا ایک افسر، استاد یا پروفیسر کی شان کے خلاف ہے کہ وہ عام انسانوں کی طرح اپنے گھر کے لیے سبزی خریدے یا گوشت لائے۔ گویا ضروریاتِ زندگی خریدنا اس کے وقار (STATES) کے منافی ہے ۔ لیکن حضرت رسول اکرمؐ اپنے گھر کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنے ہمسایوں کے لیے بھی سودا سلف خرید لایا کرتے تھے، جو بھی حاجتمند آتا اس کا کام کرنے میں کبھی پس و پیش نہ کرتے، وہ تو اپنے مہمان کی میزبانی کا شرف بھی کسی دوسرے کو دے کر راضی نہ تھے۔ آنحضرتؐ کے پاس حبش سے چند مہمان آئے صحابہؓ نے ان کی میزبانی کا شرف حاصل کرنا چاہا مگر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انھوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے میں خود ان لوگوں کی خدمت کروں گا۔

۹ھ میں وادیٔ طائف سے بنو ثقیف کا ایک وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ وہی سنگدل تھے جنھوں نے آنحضرتؐ پر پتھر برسائے تھے اور جسمِ اطہر کو خوناب کیا تھا، مگر آج وہ مہمان بن کر آئے تھے آپؐ نے انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور خود ان کی مہمانی کے فرائض ادا کرتے رہے۔

قارئین کرام! ان واقعات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر

(i) SOCIAL AND MANUAL WORK SCHEME

(ii) SERVICE BEFORE SELF

اور (iii) AMERICAN SYSTEM

ایسی مغربی اصطلاحات کا جائزہ لیں تو حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ہم مغرب کی تقلید میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ اگر اسلامی تعلیمات کو مغربیت کا لبادہ پہنا دیا جائے تو وہ عین "شریعت اور قابلِ اتباع" اور تہذیب و شائستگی کا معیار قرار پاتی ہیں۔ مگر ہائے افسوس، ہماری آنکھوں کو کیا ہوا، اپنی تاریخ، اپنے تمدن، اپنی معاشرت اور اپنے ہی اسلاف کے اخلاق کریمانہ اور اپنے ہی نبیؐ کے اسوۂ حسنہ کے وہ گوہر آبدار جن کی چمک چودہ صدیاں گزرنے پر بھی ماند نہیں پڑی وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ ہم نے مغرب کی جدت پسندیوں کو تو طوقِ گلو کر لیا مگر سیرت النبیؐ کے لعل و گہر سے گلے کی مالا نہ بنا سکے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ